تحریر: محمد یعقوب اختر
ترتیب: شیخ عبدالمجید احرار امرتسری

احرار اور تحریکِ تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

مرکزی قائدین کی گرفتاری

۲۶ فروری ۵۳ء کو مرکزی مجلس عمل کے قائدین نے آرام باغ کراچی جلسۂ عام میں اعلان کر دیا کہ مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں یکم مارچ ۵۳ء سے راست اقدام کیا جائے گا۔ جس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ پانچ آدمی مطالبات کے پلے کارڈ لیکر پر امن طریق سے وزیر اعظم ہاؤس جا کر تا منظوری مطالبات ہر روز اپنے آپکو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے! لیکن حکومت جلسہ ہی سے لرزہ براندام ہو گئی ۲ بجے رات کو جب جلسۂ عام ختم کر کے قائدینِ تحریک دفتر مجلس احرار اسلام بندر روڈ جا کر لیٹے ہی تھے کہ پولیس کی بہت بڑی جمعیت نے اے۔ ٹی نقوی، کمشنر کراچی کی سرکردگی میں دفتر کو مسلح دستوں کے ذریعہ گھیر لیا اور تمام قائدین جن میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالحسنات قادری (صدر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت) صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (سجادہ نشین آلو مہار) ماسٹر تاج الدین انصاری (صدر مجلس احرار) سید مظفر علی شمسی، مولانا لعل حسین اختر، عبدالرحیم جوہر جہلمی، غازی اللہ نواز ایڈیٹر اخبار "حکومت" کراچی ان سب کو دفتر پر شب خون مار کر گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کو جو کہ جلسہ سے فارغ ہو کر گھر چلے گئے تھے گھر سے گرفتار کیا گیا۔ نیاز احمد لدھیانوی احرار کارکن کو جلسہ گاہ سے جو سامان کی حفاظت کے لئے جلسہ گاہ میں رک گئے تھے گرفتار کر لیا گیا۔

نتیجتہً کراچی میں دوسرے دن جلسوں اور مظاہروں کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا لیکن قائدین کی گرفتاری کے باعث یہ غیر منظم تحریک ہزار ہا گرفتاریاں دیکر اور حکومت کے ظلم و جور کا حتی المقدور مقابلہ کرتے ہوئے زیادہ دن جاری نہ رہ سکی! حالانکہ ان دنوں پنجاب میں تحریک شباب پر تھی اور لوگ جوش و خروش سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کئے ہوئے تھے!

۲۷ فروری کو مجلس احرار اسلام کی میٹنگ:

قائدین مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی گرفتاریوں کی خبر ۲۷ فروری کے اخبارات کے ذریعہ جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور پبلک میں اضطراری اور ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی لوگوں کے ٹھٹھ بازاروں میں نعرہ زنی کرنے لگے اور دفتر مجلس احرار اسلام لائل پور (فیصل آباد) کے سامنے اکٹھے ہو گئے تو انہیں سمجھایا گیا کہ آج رات پروگرام کا اعلان کر دیا جائے گا۔

لوگ حق بجانب تھے کہ مجلس احرار اسلام سے پروگرام مانگیں۔ کیونکہ پوری مجلس عمل میں مجلس احرار اسلام ہی منظم اور داعی جماعت تھی! چنانچہ ۲۷، ۲۸ فروری کی درمیانی شب ایک اجلاس مولانا عبید اللہ احرار کی دعوت پر انہی کے مکان پر خواجہ جمال الدین بٹ (صدر مجلس احرار لائل پور) کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں چیدہ چیدہ کارکن شریک ہوئے۔ جن میں مولانا عبید اللہ احرار کے علاوہ مولانا تاج محمود، میاں محمد عالم بٹالوی، خواجہ غلام حسین لدھیانوی، سالار شہر امان اللہ، محمد عالم منہاس لدھیانوی، شیخ خیر محمد، شیخ عبدالمجید امرتسری اور راقم الحروف (محمد یعقوب اختر) کے علاوہ بھی بہت سے کارکن شریک تھے۔

اجلاس میں مولانا عبید اللہ احرار، مولانا تاج محمود، خواجہ غلام حسین، شیخ عبدالمجید، اور راقم الحروف نے خطاب کیا اور تجدید عہد کرتے ہوئے کہا کہ ناموس مصطفےٰ ﷺ کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اجلاس ۳/۴ گھنٹے جاری رہا اور طے پایا کہ تمام کارکن خود اور دوسرے ساتھیوں کو ہر وقت گرفتاری کے لئے تیار رکھیں۔ اجلاس سے فارغ ہو کر چنیوٹ بازار عالم کافی ہاؤس آئے، چائے پی کر گھنٹہ گھر پہنچے تو بارہ بج چکے تھے ابھی گھروں کو روانہ ہونے ہی والے تھے کہ لاہور سے محمد حسین سیٹھی سالار لاہور مجلس عمل کی ہدایات لیکر آگئے اور مولانا عبید اللہ احرار کو مجلس عمل کا زبانی پیغام دیا کہ کل صبح احتجاجی جلسہ عام کر کے عوام الناس کو صورتحال کی نزاکت اور حکومت کی یک طرفہ پولیس کارروائی سے آگاہ کیا جائے۔ بقیہ تفصیلی ہدایات کل آپکو مل جائیں گی۔ اس کے ساتھ ہی تمام کارکن اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

مولانا عبید اللہ احرار اور مرزا جانباز کی گرفتاری:

میں ابھی سویا ہی تھا کہ میرے دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں سمجھا شاید پولیس آگئی؟ ہڑبڑا کر اٹھا۔ نیچے جھانک کر دیکھا تو مولانا تاج محمود گھبرائی ہوئی آواز میں مجھے پکار رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا خدا خیر کرے یہ منہ اندھیرے کیسے آگئے جبکہ ابھی رات ایک بجے ہم جدا ہوئے تھے۔ میں نے اوپر ہی سے پوچھا مولانا خیریت تو ہے؟ ابھی دروازہ کھولتا ہوں۔ لیکن مولانا نے اسی پریشانی کے عالم میں کہا تم فوراً نیچے آؤ چلنا ہے۔ میں نے کہا کپڑے تو تبدیل کر لوں تو مولانا نے کہا اتنی مہلت نہیں ہے فوراً آجاؤ۔ میں نے پینٹ پہن رکھی تھی بوشرٹ ہاتھ میں لئے گھر والوں کو بتائے بغیر نیچے آگیا۔ مولانا سے آنے کی وجہ پوچھنا چاہی لیکن انہوں نے مجھے سائیکل پر بٹھایا اور خواجہ جمال الدین بٹ صاحب کے مکان محلہ ڈگلسپورہ لے گئے اور وہیں میاں محمد عالم بٹالوی اور محمد عالم منہاس کو بھی بلا لیا گیا۔ تب مولانا تاج محمود نے بتایا کہ رات کو مولانا عبید اللہ احرار اور مرزا غلام نبی جانباز کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہیں ہم نے فوری طور پر جلسہ عام اور ہڑتال کا پروگرام بنالیا اور طے پایا کہ نماز فجر کے بعد جامع مسجد کچہری بازار جا کر میں اہل لائل پور کو صورت حال سے آگاہ کر کے جلسہ عام اور ہڑتال کی اپیل کروں اور جلدی واپس آجاؤں محمد عالم بٹالوی اور میں جامع مسجد کچہری بازار آگئے۔ نماز کے بعد مفتی سیاح الدین کاکا خیل درس قرآن دینے لگے تو میں نے قریب جا کر گذشتہ روز کی صورت حال بتا کر

اعلان کرنے کے لیے کہا۔ مفتی صاحب نے مائک مجھے دیدیا۔ میں نے ہڑتال اور جلسۂ عام کا اعلان کرتے ہوئے لوگوں کو بتایا کہ کراچی میں مجلسِ عمل کے مرکزی قائدین کی گرفتاری کے بعد گذشتہ شب مولانا عبیداللہ احرار اور مرزا غلام نبی جانباز کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ حکومت کے اس اقدام کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے اپنا اپنا کاروبار بند رکھیں۔ آج شہر میں ہڑتال ہوگی اور اپنے مطالبات کے حق میں اور گرفتاریوں کے خلاف اپنے احتجاج کے اظہار کے لئے عید باغ کے میدان میں جلسہ عام ہوگا۔ لائل پور میں تحریکِ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ کی یہ پہلی ہڑتال تھی جو بغیر کسی پیشگی نوٹس کے ہوئی اور انتہائی کامیاب رہی جس کا اعزاز اللہ تعالے نے راقم الحروف کو بخشا۔

۲۸ فروری ۵۳ء کو صبح دس بجے جلسۂ عام میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی جس میں مولانا تاج محمود، صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ، مولانا محمد یعقوب نورانی اور دیگر کئی کارکنان احرار نے ولولہ انگیز تقاریر کیں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے سر بکف رہنے کے عزم کا اظہار کیا۔ عوام کو گرفتاری کے لئے نام لکھوانے کی اپیل کی۔ اسی میدان میں مجلس احرار کی طرف سے تحریک چلانے کے لئے کیمپ بھی لگایا گیا۔ کافی تعداد میں لوگوں نے نام لکھوائے۔ کیمپ میں میرے معاون محمد عالم منہاس اور شیخ عبدالمجید تھے۔ اگلے دن مفتی محمد یونس صاحب (خطیب جامع مسجد کچہری بازار) کی قیادت میں جامع مسجد سے کراچی میں گرفتاری دینے کے لئے قافلہ کی روانگی کا اعلان کر کے کیمپ عید باغ سے جامع مسجد کچہری بازار منتقل کر دیا گیا۔ مفتی محمد یونس صاحب مقامی مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کے صدر بھی تھے۔

گرفتاریوں کا آغاز:

اگلے دن یکم مارچ ۵۳ء کو حسب پروگرام جامع مسجد کچہری بازار سے مفتی شہر مولانا محمد یونس کی قیادت میں میاں محمد عالم بٹالوی، راجہ محمد افضل (نائب سالار شہر مجلس احرار اسلام لائل پور) بابا غلام رسول تمیمی وغیرہ پر مشتمل پہلا جتھہ براستہ لاہور کراچی جانے کے لئے ہزارہا فدایانِ ختم نبوت کے پرجوش نعروں کی گونج میں ریلوے اسٹیشن سے روانہ ہو گیا۔ جتھہ کی روانگی کے لئے طریق کار یہ تھا کہ روانگی سے پہلے جامع مسجد میں تقاریر ہوتیں اور اراکین جتھہ کو ہار پہنا کر ریلوے اسٹیشن تک جلوس کی صورت میں الوداع کیا جاتا۔ دوسرے دن صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ کی قیادت میں پہلے دن سے بھی بڑے جلوس کے ساتھ جتھہ روانہ ہوا۔ ٹرین پر سوار ہونے سے قبل صاحبزادہ صاحب نے ریلوے اسٹیشن کے سامنے والی گراؤنڈ میں پرجوش تقریر کی جس سے لوگ بپھر گئے اور انتہائی غیظ و غضب کے ساتھ نعرے لگانے لگے۔ مرزائی نواز حکومت مردہ باد، مرزائی وزیر خارجہ کو برطرف کرو، مرزائیوں کو اقلیت قرار دو، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ قافلہ کو الوداع کیا۔ لیکن پولیس نے گٹی اور سالار والہ اسٹیشن کے درمیان ایک جگہ صاحبزادہ کو اتار لیا اور جیل لے جا کر پابند سلاسل کر دیا۔ باقی رضاکاروں کو پانچ پانچ دس دس میل کے فاصلہ پر

لے جا کر چھوڑ دیا۔

(نوٹ: اس گرفتاری کی مکمل روداد میرے کسی دوسرے مضمون میں آئے گی۔ ان شاء اللہ، عبدالمجید امرتسری)

تحریک روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ مضافات سے بھی جتھے آنا شروع ہو گئے۔ گرفتار ہونے والوں کی تعداد حد سے متجاوز ہو جانے نیز مقامی طور پر گرفتاریاں شروع ہونے کے باعث دن میں دو بار جلوس کا پروگرام بنانا پڑا۔ مسجد کی دونوں منزلیں رضاکاروں سے بھر گئیں۔ دن میں دو بار گرفتار ہونے سے بھی لوگوں کا جوش خروش بڑھتا جا رہا تھا۔ اب ایک وقت مولانا تاج محمود اور ایک دوسرے وقت مولانا محمد یعقوب نورانی پر جوش تقاریر سے لوگوں کو گرماتے اور حکومت کو بے باکانہ للکارتے تھے۔ جب مولانا محمد یعقوب نورانی گرفتار ہو گئے تو ایک جلوس کے وقت مولانا تاج محمود اور دوسرے وقت راقم الحروف تقاریر کرتے تھے۔ سمندری، گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، چک جھمرہ، سانگلہ ہل، چنیوٹ اور دیگر قریبی قصبات سے شمع رسالت ﷺ کے پروانے ذوق و شوق سے کفن بردار چلے آرہے تھے اور گرفتاری کے انتظار میں مسجد میں مقیم ہو رہے تھے اہلِ لائل پور نے میزبانی کے فرائض سنبھال رکھے تھے۔ اور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے تھے!

۴ مارچ ۵۳ء کو مولانا عبدالرحمن صاحب (مہتمم اشرف المدارس) جنکا ان دنوں شہر میں طوطی بولتا تھا کی قیادت میں ایک بہت بڑا جلوس ڈپٹی کمشنر ابن حسن کی کوٹھی کی طرف روانہ کیا گیا تاکہ وہاں جا کر گرفتاریاں پیش کی جائیں۔

مولانا سردار احمد کا تحریک میں شمولیت سے انکار:

لائل پور کے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام تحریک تحفظ ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے ماسوائے مولانا سردار احمد صاحب کے جو بریلوی مکتبۂ فکر سے متعلق تھے، تحریک سے بوجوہ لاتعلق رہے۔ مجلس عمل تحریک تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنماؤں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولانا سردار احمد صاحب تحریک میں شامل ہوں لیکن وہ انکاری ہی رہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ تحریک شروع ہونے سے تقریباً دو ماہ پیشتر سر ظفر اللہ خاں قادیانی سے مولانا کی ایک ملاقات لائل پور ریلوے اسٹیشن پر مرزائی مبلغ (متعینہ لائل پور) اسماعیل کی وساطت سے ہوئی جو نہ صرف مولانا سردار احمد صاحب کے سابقہ گاؤں دیال گڑھ ضلع گورداسپور (انڈیا) کا رہنے والا تھا بلکہ مولانا کی برادری (جٹ) ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ ممکن ہے کوئی رشتہ دار بھی ہو۔ اور یہ بات پوشیدہ بھی نہ تھی۔ کیونکہ لائل پور کے ایک سینئر صحافی جی ایم شیدا نے پورے ۲۰X۳۰ سائز کا اشتہار شائع کیا تھا جس میں سر ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ سے مولانا کی ملاقات کا احوال مفصل درج تھا۔ شیدا صاحب نے مولانا سے وضاحت طلب کی تھی کہ مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں سے آپنے

کیوں اور کن معنوں میں ملاقات کی ہے؟ لیکن مولانا سردار احمد صاحب نے بوجود چپ سادھے رکھی اور تردید نہیں کی۔ ابھی اس دور کے بہت سے لوگ بقید حیات ہیں جو میری اس بات کی تصدیق کرسکتے ہیں! حتیٰ کہ یوم مطالبات کے موقعہ پر جو جمعہ کے روز تھا سارے ملک میں تمام مساجد کے خطباء حضرات کے نام مطالبات کی کاپیاں برائے تائید عامۃ الناس اور دستخطوں کے لئے دستی روانہ کی گئیں تھی اور پورے ملک سے تائیدی دستخطوں سے مزین واپس آئیں لیکن مولانا سردار احمد صاحب نے نہ صرف دستخط کرنے سے انکار کر دیا بلکہ مخالف لب ولہجہ اختیار کیا۔ راقم الحروف اور شیخ عبدالمجید احرار کو خصوصی طور پر مولانا کی مسجد میں مطالبات کی فہرست دیکر بھیجا گیا ہم مولانا کی مسجد میں خطبہ شروع ہونے سے تھوڑی دیر قبل پہنچ گئے اور اگلی صف میں منبر کے قریب بیٹھ گئے! مولانا تشریف لائے تو ہم نے بڑے ادب کے ساتھ مطالبات والا پرچہ پیش کیا اور مختصر الفاظ میں غرض وغائت بیان کر دی! مولانا نے سرسری نظر سے پڑھا اور فرمایا۔۔۔ ختم نبوت پر ہمارا ایمان ہے، حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، یہ قرآن کا فیصلہ ہے جو کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کافر اور دجّال ہے۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ بھی ہم مانتے ہیں۔ رہا یہ کہ ظفر اللہ خاں کو برطرف کیا جائے۔ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور سیاست سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکومت جانے اور اسکا کام۔ باقی مرزائی، وہابی، دیوبندی، احراری، ہماری نظر میں سب ایک ہیں۔ یہ کہہ کر مولانا نے پرچہ پھینک دیا جو ہم نے اٹھالیا اور باہر آگئے۔ سپیکر چونکہ کھلا ہوا تھا اور مولانا کی آواز نہ صرف مسجد کے اندر بلکہ بازار تک سنی گئی۔ ہمارے ساتھ اور بھی بہت سارے نمازی باہر آگئے ہم نے مجلس عمل کے رات کے اجلاس میں رپورٹ پیش کر دی۔ شہر کی دیگر مساجد سے بھی دستخط شدہ رپورٹیں مل گئی تھیں۔

ہماری روداد سنکر مولانا عبید اللہ احرار، مفتی محمد یونس صاحب اور دیگر ممبران مجلس عمل نے افسوس کا اظہار کیا۔ تاہم چودھری مختار انور بارایٹ لاء اور شیخ بشیر احمد صاحب آف چیف بوٹ ہاؤس صدر مسلم لیگ لائل پور جو مولانا سردار احمد صاحب کے بڑے معتقد تھے نیز مولانا محمد یعقوب نورانی صاحب، میاں محمد عالم بٹالوی اور مولانا عبید اللہ احرار پانچ حضرات پر مشتمل وفد ترتیب دیا گیا۔ جو کہ وہ مولانا سردار احمد کو مل کر قائل کرے۔ نیز تحریک میں شمولیت پر آمادہ کرے۔ چودھری مختار انور صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب نے اپنے تعلقات کی بنا پر مولانا سے ملاقات کے لئے وقت لینے کی ذمہ داری قبول کی۔ چنانچہ دونوں حضرات نے مولانا سے ملاقات کا وقت مقرر کر کے دیگر ساتھیوں کو آگاہ کیا۔ وقت مقررہ پر ملاقات ہوئی لیکن مولانا سردار احمد نے کوئی بات نہ مانی۔ آخر میں مولانا عبید اللہ احرار نے کہا مولانا اگر آپ مجلس عمل کی رہنمائی میں کام کرنا نہیں چاہتے تو آیئے مجلس عمل آپکی رہنمائی قبول کرتی ہے۔ ہم آپکے پیچھے چلنے کو تیار ہیں۔ ہمیں مقصد عزیز ہے۔ اس پر بھی مولانا سردار احمد نے نہایت ترش روئی سے فرمایا نہ میں وہابیوں، دیوبندیوں،

(بقیہ صفحہ ۴۷ پر)